بائبل ـــــ تجزیاتی مطالعہ

عشرت جمیل☆

Abstract:

"For the guidance and the betterment of mankind, Allah has sent messengers with his great messages in different ages. The major of them are Quran and Bible. These are the most respectable and sacred books of Muslims, Jews and Christians. Bible is not in itself a manuscript but a collection of Testaments. A part from the Bible, which has revealed on Jesus (A.S.). It's real language has almost extinguished from the world. So it is not justified to apply it on present Bibles, the title of God's revealation, because it is no more the existing language of any present nation, and their procedure of certification has not been trustworthy in order to forward this message of God in an authentic way. However in its some places, it seems to be revelation of God. In short the importance of "The sacred Book-Bible in reference of it's authentic prestige, had always been hopless. It's mission, despcriptions and informations are in contrast among themseleves. The trust on the sacred book further weakens due to invalibility of historical details, concrete reasons and the eternal deficiency of rules and regulations. In this article an analytical study of Bible is bieng presented."

Key words: The Bible, Guidance, Messengers, Revelation, Description.

ربِ کائنات نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے سر چشمہ کے طور پر مختلف اوقات و ادوار میں مختلف انبیاء ورُسل بھیجے ہیں جنھوں نے ہدایتِ انسانی کے لیے بیش بہا خدمات سرانجام دیں ان انبیاء ورُسل کے ساتھ پروردگارِ کائنات نے شریعت و کتب بھی نازل فرمائیں تا کہ انسان کی فلاح ونجات کا سامان ہو سکے اب تک جن الہامی کتب کا ذِکر ملتا ہے وہ چار ہیں تورات، زبور، انجیل اور قرآن مجید۔ان کتب کے علاوہ مختلف ادوار میں صحائف کا ذِکر بھی ملتا ہے ان کتب وصحائف اور جن انبیاء ورُسل پر یہ

☆ لیکچرر اسلامیات گورنمنٹ کالج برائے خواتین گلشن کالونی فیصل آباد

نازل ہوئے کے ماننے والوں نے اپنے اپنے عقائدونظریات کے مطابق ادیان و مذاہب کو اپنایا۔ مجموعی طور پر یہ کرۂ ارض پر مختلف مذاہب وادیان کے جو ماننے والے موجود ہیں۔علماء ان کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں (الہامی اور غیر الہامی)۔الہامی مذاہب میں اہم ترین یہودیت، عیسائیت اور اسلام ہیں۔یہ تینوں الہامی ادیان کے ماننے والے انھیں ہی سچا و برحق سمجھ کران پر ایمان رکھتے ہیں۔خاص طور پر تورات کو صرف یہود و نصاریٰ اور جبکہ مسلمان تمام کتبِ الہامی کو مانتے ہیں اور ان پر ایمان رکھتے ہیں عمومی طور پر تورات کے ماننے والے یہودی، انجیل کے ماننے والے عیسائی اور مسلمان قرآنِ حکیم کے پیروکار سمجھے جاتے ہیں۔جب کہ حقیقی طور پر اہلِ اسلام ان تمام کتب وصحائف پر ایمان رکھنے والے ہیں۔ جب کہ یہود و نصاریٰ صرف کتابِ مقدس کے ماننے والے ہیں کتابِ مقدس تورات، انجیل اور زبور کے مجموعہ کو کہتے ہیں اور اسے دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں (عہد نامہ قدیم اور عہد نامہ جدید)، یہودی صرف عہد نامہ قدیم کو مانتے ہیں جب کہ عیسائی عہد نامہ قدیم وجدید دونوں کو مانتے ہیں ان کے نزدیک عہد نامہ قدیم سے مراد تورات اور جدید سے مراد انجیل ہے۔اسی طرح تیسری بڑی الہامی کتاب زبور عہد نامہ قدیم کی اہم ترین کتاب ہے۔ جو نظم کی صورت لکھی ہوئی ہے اور الہامی ادیان کے ماننے والے سب اس کا احترام کرتے ہیں۔ کتابِ مقدس جسے انگریزی میں بائبل کہا جاتا ہے۔ یہودیوں اور عیسائیوں کا مقدس ترین کلام ہے۔

''بائبل یونانی لفظ ہے جو قرونِ وسطیٰ کی لاطینی کے ذریعے انگریزی میں پہنچا اس کے معنی کتابیں ہیں۔''(۱)

یہ لفظ بائبل میں مذکور نہیں ہے۔لفظ بائبل اصل میں یونانی لفظ ببلیا بمعنی کتاب سے لیا گیا ہے۔اُردو میں اسے کتابِ مقدس اور عربی میں ''الکتاب المقدس'' کہتے ہیں انگریزی میں بائبل استعمال ہوتا ہے۔(۲)

''دی ہولی بائبل'' میں لفظ بائبل کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

"The word "bible" comes from the Greak word "Biblia" which means "books". So the Bible is really a collection of library of many books. These books are divided in two parts, "The old Testment" and "The New Testment."(3)

اس سلسلے میں ''ڈکشنری آف فلاسفی اینڈ ریلیجن'' کا بیان ہے:

''بائبل یونانی لفظ بائبلیا سے لیا گیا ہے جس کے معنی ہیں کتابیں۔یہ لفظ فنیقی شہر کے نام 'ببلاس' سے مشتق ہے۔یہ شہر پیرس کا اہم ماخذ تھا۔''(۴)

کتابِ مقدس کو بائبل (Bible) کا نام چوتھی صدی بعد از مسیح دیا گیا۔

"It was invented in the fourth century by John Chrysostom Palriarch

of constaintinople, who refered to the general collection of Holy Books of the Jews as the "Bible" as the Books."(5)

بائبل لفظ یونانی لفظ ''بیلاس'' سے بھی ماخوذ ہوسکتا ہے جو اِس چرمی وصلی (سیاہی) کا نام ہے جو لکھنے کے لیے یونانی میں استعمال ہوتی تھی جب شروع میں کتابِ مقدس کے یہ صحیفے لکھے گئے تو ان کا نام اس چرمی وصلی کے نام سے مشہور ہوگیا۔

"The Christians sacred book or a collection of sacred books often called "The Holy Bible". It consists in two parts, "The old Testment" and "The New Testment." The Old Testment contains 39 books while The New Testament contains 27 books on which all Churches agree."(6)

کتابِ مقدس کا پہلا حصہ تورات کہلاتا ہے جو پانچ کتب (پیدائش، خروج، احبار، گنتی، استثناء) پر مشتمل ہے، جنھیں موسیٰؑ کی پانچ کتابیں، قوانین یا شریعت کا نام دیا جاتا ہے دوسرے حصے کو انجیل کہا جاتا ہے جسے صرف عیسائی مانتے ہیں یہودی اس کی بھرپور تردید کرتے ہیں۔

''ڈکشنری آف فلاسفی اینڈ ریلیجن'' میں ہے:

''بائبل کی اِصطلاح یہودیوں کے مذہبی صحائف (جو شریعت، انبیاء اور نوشتوں میں منقسم ہیں) کے علاوہ عیسائیوں کی مذہبی کتب (انتالیس کتب عہد نامہ قدیم اور ستائیس عہد نامہ جدید کی) کے لیے بھی استعمال ہوتی ہے۔ چوتھی صدی سے لے کر فرقہ پروٹسٹنٹ کے عروج تک لاطینی ولگیٹ (بنیادی مسیحی مسائل) بائبل سمجھی جاتی ہے۔''(۷)

جب کہ انسائیکلوپیڈیا بریٹینیکا میں اسے یہودیت اور عیسائیت کے مقدس صحائف سے موسوم کیا جاتا ہے۔

"The sacred scriptures of Judasim and Christiansity. The Christain Bible consists of "The Old Testment" and "The New Testment" with Roman Catholic and Eastern Orthodox versions" The Old Testment being slightly Larger because of their acceptance of certain books and parts of books considered aporaphal by Protestant. The Jewish Bible Includes only the books known to Christian as Old Testament."(8)

بائبل یا کتابِ مقدس کو تین حصوں میں منقسم کیا جاتا ہے:

۱۔عہد نامہ قدیم یا میثاقِ بنی اسرائیل ۲۔اسفارِ محرفہ ۳۔عہد نامہ جدید

چونکہ اسفارِ محرفہ ابتداءً عبرانی زبان میں نہیں لکھی گئی تھیں بلکہ اس کے یونانی ترجمہ میں شامل تھیں جو ۲۷۰ق م میں (۷۰) علماء کی نگرانی میں تیار کیا گیا تھا۔ (یہ ہفتاوی ترجمہ کہلاتا ہے) اس لیے یہودی انھیں معتبر نہیں مانتے چنانچہ وہ عہدِ اِصلاح میں کتابِ مقدس سے نکال دی گئیں اور اب بائبل صرف عہد نامہ قدیم اور عہد نامہ جدید کو کہا جاتا ہے۔(۹)

"Encyclopedia Americana" میں ہے:

''مسیحی کتابِ مقدس یعنی بائبل کے دو بڑے حصے ہیں پہلے کو پرانا عہد نامہ، عہد نامہ قدیم یا عتیق کہتے ہیں اور دوسرے کو نیا عہد نامہ یا عہد نامہ جدید۔ پرانا عہد نامہ یہودیوں اور عیسائیوں دونوں کے نزدیک مقدس اور الہامی کتاب ہے (عام طور پر اسے تورات بھی کہہ دیا جاتا ہے مگر اصلاً تورات اس کا ایک حصہ ہے) جب کہ نیا عہد نامہ جدید یا انجیل خالصتاً عیسائیوں کی مقدس کتاب ہے۔''(۱۰)

گویا عہدِ عتیق، خدا اور اس کی منتخب قوم یہود کے درمیان اور عہدِ جدید عام انسانیت سے خدا کے میثاق، عہد، قانون اور شریعت کو کہا جاتا ہے یعنی وہ عہد اور قانون جو اس نے اپنے انبیاء اور مقدمین کے ذریعے یعنی اسرائیل یا انسان پر عائد کیا(۱۱) عہد نامہ قدیم دراصل ان کتابوں کا مجموعہ ہے جن کو یہودی مستند سمجھتے ہیں اور ان کتب یا صحیفوں کو وہ اس طرح تقسیم کرتے ہیں:

۱۔ اسفارِ خمسہ

۲۔ انبیاء قضاۃ، سموئیل، سلاطین، یرمیاہ، حزقی ایل اور ۱۲/انبیاء جن میں ہوسیع سے مُلّا کی تک کے انبیاء شامل ہیں۔

۳۔ باقی کتابیں جو ۹۰ء سے ۱۰۰ء تک تسلیم کی گئیں۔

عہد نامہ قدیم کا جزوِ اعظم دو کتابیں ہیں توریت اور زبور جب کہ عہد نامہ جدید ان کتابوں کا مجموعہ ہے جن کو کلیسا نے چوتھی صدی عیسوی میں تسلیم کیا۔ عہد نامہ جدید تین حصوں پر مشتمل ہے پہلے حصے میں متی، مرقس، لوقا اور یوحنا کی انجیلیں شامل ہیں دوسرے حصے میں حواریوں کے خطوط ہیں اور تیسرے حصے میں یوحنا عارف کا مکاشفہ ہے۔(۱۲)

عیسائی حضرات ان کتابوں کی دو قسمیں کرتے ہیں ایک وہ جن کی نسبت ان کا دعویٰ ہے کہ وہ ان پیغمبروں کے واسطے سے ہمارے تک پہنچی ہیں جو حضرت عیسیٰؑ سے پہلے گزر چکے ہیں دوسری وہ کتابیں ہیں جن کی نسبت وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ حضرت عیسیٰؑ کے بعد الہام سے لکھی گئی ہیں پہلی قسم کی کتابوں کے مجموعہ کو عہد نامہ قدیم کہتے ہیں اور دوسری قسم کے مجموعے کو عہد نامہ جدید کہتے ہیں اور دونوں کے مجموعے کا نام بائبل رکھتے ہیں۔(۱۳)

بائبل کی زائد کتابوں کے حوالے سے "Encyclopedia of Christianity" میں درج ہے:

''یہودیوں اور پروٹسٹنٹ عیسائیوں کے نزدیک یہ زائد کتب غیر الہامی، غیر مستند اور غیر متروک ہیں اور وہ انھیں ''اپوکریفہ'' یعنی عام لوگوں سے معتبر اور پوشیدہ دستاویزات کا نام دیتے ہیں۔''(۱۴)

کتابِ مقدس کے لیے نئے اُردو ایڈیشن (جو انٹرنیشنل بائبل سوسائٹی امریکہ نے ۲۰۰۵ء میں شائع کیا ہے) کے دیباچہ میں تحریر ہے:

''پرانا عہد نامہ انتالیس (۳۹) اور نیا عہد نامہ ستائیس (۲۷) کتابوں اور رسالوں پر مشتمل ہے۔

پرانا عہد نامہ کتابِ مقدس کا وہ حصہ ہے جو خداوند یسوع مسیح کے دُنیا میں آنے سے قبل لکھا گیا اور جس میں وہ عہد شامل ہے جو خداوند نے اپنے برگزیدہ لوگوں سے کوہِ سینا پر باندھا تھا۔ نیا عہد نامہ جو خداوند یسوع مسیح کے آنے کے بعد لکھا گیا وہ عہد ہے جو خداوند خدا نے بنی نوع انسان کے ساتھ کوہِ کلوری پر استوار کیا تھا۔''(۱۵)

عہد نامہ قدیم۔۔۔۔۔۔عہد نامہ جدید۔۔۔۔۔غیر مستند نسخے

عہد نامہ کا مطلب ہے ''عہد'' میثاق یا وصیت'' جسے انگریزی میں (Testament) کہا جاتا ہے۔ محمد حنیف ندوی لکھتے ہیں:

''عہد نامہ سے مراد ''رُشد و ہدایت'' کے ایک خاص دور سے ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو شرح و قانون سے نوازا اور کہا کہ اگر وہ اس بات کو مانتے اور تسلیم کرتے رہے تو کامرانیاں ان کے قدم چومتی رہیں گی اور یہ دُنیا میں پھلتے پھولتے اور ترقی کرتے رہیں گے بصورتِ دیگر ان کو مخالفت کا، ذِلت اور رُسوائی کی صورت میں خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ یہ عہد ایک تو وہ ہے جو قدیم انبیاء سے شروع ہو کر حضرت موسیٰؑ تک انتہا پذیر ہوتا ہے۔ دوسرا وہ ہے جس کا آغاز حضرتِ مسیحؑ کی تعلیمات اور خوشخبری سے ہوتا ہے اور وہ خدا کی بادشاہت کے قیام تک رہے گا اس مناسبت سے ان کو عہد نامہ قدیم اور جدید کہا جاتا ہے۔''(۱۶)

عہد نامہ قدیم کے لیے انگریزی میں "The Old Testament" کی اِصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ اس سے مراد کتابِ مقدس کا وہ خاص حصہ ہے جس میں تقریباً تمام مذاہب کی شریعتوں کو مجتمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے اس کو عہد نامہ عتیق بھی کہا جاتا ہے۔

''بائبل جسے کتابِ مقدس کہا جاتا ہے، یہودیوں اور عیسائیوں کی مقدس کتاب ہے۔ انگریزی زبان میں بائبل لفظ واحد ہے جو یونانی زبان کے لفظ ببلیا بمعنی کتابوں سے لیا گیا ہے۔ جمع کے صیغے سے واحد کے صیغے میں یہ تبدیلی نویں صدی سے پہلے لاطینی زبان میں شاید اس لیے آئی ہے کہ بائبل کے کتابوں کے مجموعہ کو اِس سے بیشتر ہی واحد سمجھا جاتا تھا۔ مقدس کی اِصطلاح لفظ ببلیا سیکرا (مقدس کتابوں) سے سیدھے اخذ کی گئی ہے کیونکہ یہ سُرخی سب سے پہلے مسیحیوں نے اپنی مقدس کتابوں کے مجموعہ کو دی تھی اس لیے دوسرے مذاہب کی بائبلوں کو اگر لکھا جاتا ہے تو ایسا محض مجازی طور پر کیا جاتا ہے۔''(۱۷)

اگرچہ مختصراً یہود و نصاریٰ خود کو کتابِ مقدس کا وارث تو کہتے ہیں اور اسے منزل من اللہ بھی سمجھتے ہیں لیکن بہت سے موقعوں پر اس کی تردید واضح طور پر وہ خود ہی کر دیتے ہیں اور مزید قرآنِ حکیم بھی اِس کی تحریف کا علی الاعلان اظہار فرماتا ہے جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

''فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ وَّرِثُوا الۡكِتٰبَ يَاۡخُذُوۡنَ عَرَضَ هٰذَا الۡاَدۡنٰى وَيَقُوۡلُوۡنَ سَيُغۡفَرُ لَنَا وَاِنۡ يَّاۡتِهِمۡ عَرَضٌ مِّثۡلُهٗ يَاۡخُذُوۡهُ اَلَمۡ يُؤۡخَذۡ عَلَيۡهِمۡ مِّيۡثَاقُ الۡكِتٰبِ اَنۡ لَّا يَقُوۡلُوۡا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الۡحَقَّ وَدَرَسُوۡا مَا فِيۡهِ وَالدَّارُ الۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لِّلَّذِيۡنَ يَتَّقُوۡنَ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ''(۱۸)

(پس ان کے بعد ایسے ناخلف لوگ وارث ہوئے کتاب کے جو لینے لگے ''ادنیٰ اسبابِ زندگی اور کہنے لگے کہ ہمیں معاف کیا جائے گا حالانکہ اگر ان کے پاس ویسا ہی مال ومتاع آنے لگے تو وہ اس کو بھی لے لیں گے کیا ان سے اس کتاب کا عہد نہیں لیا گیا کہ اللہ کی طرف بجز حق بات کے اور کسی بات کی نسبت نہ کریں اور انھوں نے اِس کتاب میں جو کچھ تھا اس کو پڑھ لیا اور آخرت کا گھر ان لوگوں کے لیے بہتر ہے جو تقویٰ رکھتے ہیں تو پھر کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔)

اب ہم کتابِ مقدس کی ترتیب وتدوین کا جائزہ لیتے ہیں جس سے بھی یہ واضح اور ثابت ہو جائے گا کہ یہود ونصاریٰ اپنے مؤقف میں کس حد تک سچے ہیں؟ اور کتابِ مقدس جو ان کے لیے عروۃ الوثقیٰ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ترتیب وتدوین کے کن ادوار وحالات سے گزر کر ہمارے سامنے آئی ہے اور اس میں کس حد تک اور کس درجہ تک تغیّر وتبدل ہو چکا ہے۔

کتابِ مقدس سے متعلّق یہودی اور عیسائی دونوں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ خدا کا کلام ہے اور اس کی باقاعدہ ترتیب وتدوین کئی ہزار سال قبل ہوئی اس کو یکمشت ضبطِ تحریر میں نہیں لایا گیا بلکہ کئی سال کی شبانہ روز محنت کے بعد اِسے تیار کیا گیا بعدازاں جب بائبل سوسائٹیوں کا قیام عمل میں آیا تو ان کا کام ہی یہ تھا کہ وہ کروڑوں کی تعداد میں کتابِ مقدس کے نسخے تیار کر کے تقسیم کرتی تھیں۔

''تحریفِ بائبل بہ زبانِ بائبل'' میں ہے:

''بقول پادری صاحبان عہد نامہ قدیم ۱۹۹۲ ق م میں لکھنا شروع کیا گیا اور تقریباً ۴۴۰ ق م میں مکمّل ہوا اور عہد نامہ جدید ۴۰۰ ق م سے تقریباً ۴۹ سال میں مکمّل ہوا اور اس طرح سے پوری بائبل ۱۶۰۰ سال میں مکمّل ہوئی وہ کہتے ہیں بائبل کا مصنّف تو ایک ہی ہے یعنی خدا مگر اس نے بائبل متفرق آدمیوں سے لکھوائی جنھوں نے خدا کی رُوح کی ہدایت سے اسے تحریر کیا اس طرح یہ بائبل خدا کا کلام ہے۔''(۱۹)

کتابِ مقدس کی اوّلین طباعت سے متعلّق کہا جاتا ہے کہ یہ اگست ۱۴۵۴ء میں لاطینی جرمنی میں ہوئی جسے گوٹن برگ بائبل کا نام دیا گیا۔ "Guten Berg Bible" کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ابھی بھی اس کے تقریباً چالیس نسخے موجود ہیں۔ "Gaddes Mac Gregor" نے بھی اِس کا تذکرہ اپنی کتاب میں کیا ہے:

"This Latin Edition is commonly called the Gutten Berg Bible being all ributed to honre Gensfleisch, a printer, who assumed the name "Gohn Guten Berg" the first Bible ever to be printed, appeared over five hundered years ago, it was Latin adition published Vaiz, Germany not later than the middle of August, 1456 printed in double columns, forty two lines to a column, and two folio volums."(20)

دوسرا اہم ترین نسخہ ولگیٹ (Vellgate) کے نام سے موسوم ہے یہ اشاعت سے قبل یورپ

میں دستی شکل میں موجود تھا۔ جس کا ترجمہ جیروم نے کیا:

"It was a good translation in its day, for Jerome was an extremely able man who worked from the Hebrew and Greek originals."(21)

اس کے بعد نسخہ سینائی اور نسخہ اسکندریائی کے ثبوت ملتے ہیں۔ یہ غالباً چوتھی اور پانچویں صدی کا دور تھا کہ جرمن عالم نے اسے لکھا اور اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ کوہِ سینا سے دریافت ہوا اور اسی بناء پر اسے نسخہ سینائی کا نام دیا گیا۔ یہ اب بھی برٹش میوزیم میں موجود ہے جس میں زیادہ تر حصہ میں عہد نامہ قدیم شامل ہے۔ ان کے علاوہ ویٹیکن نسخہ "Codex Vaticanns" فرائیمی نسخہ "Codx Epheraemi syri" اور نسخہ بیزائی "Codex Bezoe" کے ثبوت بھی ملتے ہیں لیکن افسوس اِس بات کا ہے "Respectively" کہ اِس کے ماننے والے خود اعتراف کرتے ہیں کہ اِس کے اصل متن میں بے پناہ کثرت اور مسودات میں بے تحاشہ اختلافات پائے جاتے ہیں۔

انسائیکلوپیڈیا امریکانا اِس بات کی تائید ان الفاظ میں کرتا ہے:

"There are abundant nariations and disagreements between manuscriptes."(22)

اسی طرح عبداللطیف مسعود لکھتے ہیں:

''بائبل کا عین وسطی اور سب سے چھوٹا باب زبور (۱۱۷) ہے جس کی صرف دو آیات ہیں اور سب سے بڑا باب زبور (۱۱۹) ہے جس کی (۱۷۶) آیات ہیں۔ بائبل کی وسطی آیت زبور (۱۱۸:۸) ہے عہد نامہِ قدیم کے کل ابواب (۹۲۹) اور آیات (۲۳۲۱۴) ہیں جب کہ عہدِ جدید کے کل ابواب (۲۶۰) اور آیات (۷۹۵۹) ہیں۔ اس طرح بائبل کے کل ابواب (۱۱۸۹) اور آیات (۳۱۱۰۷) ہیں پرانا عہد نامہ اپنی طرز اور پیشین گوئی کے لحاظ سے نیا عہد نامہ ہے اور نئے عہد نامہ میں پرانا عہد نامہ پورا ہوتا ہے اسی طرح پرانے عہد نامہ کا عکس نئے میں نظر آتا ہے اور نیا عہد نامہ قدیم میں پنہاں ہے۔''(۲۳)

لیکن افسوس یہ ہے کہ کتابِ مقدس کی ترتیب و تدوین نے مرورِ زمانہ کے ساتھ اسے اغلاط سے مزین اور بے یقینی کی کیفیت میں ڈال دیا جس کا ثبوت "Encyclopedia Brittanica" سے اِن الفاظ میں ملتا ہے:

"Thousands of narations are existing in its manuscripts and versions."(24)

جہاں تک کتابِ مقدس کے نسخوں کا تعلق ہے تو اصل اور بنیادی مسودہ ''روایتی نسخہ'' کہلاتا ہے۔ جب کہ دوسرا نسخہ ''یونانی نسخہ'' کہلاتا ہے۔ اسے سیفینہ (سٹیپو ایجنٹ) بھی کہتے ہیں۔ یہودی عبرانی نسخہ جب کہ عیسائی یونانی نسخہ کو مانتے ہیں جب کہ اپوکریفہ (Apocrypha) کا معاملہ مختلف فرقوں اور بائبل کے پرانے نسخوں میں باہمی تضادات اور کتابوں کی تعداد تک محدود نہیں بلکہ تحریری صورت میں اس کی

آیات تک میں اختلافات ہیں۔ مثلاً عیسائی حضرات کے فرقے پروٹسٹنٹ اور کیتھولک کی بائبل کا جائزہ لیا جائے تو کیتھولک کی بائبل میں پروٹسٹنٹ بائبل کی نسبت ایک سو کے قریب زائد آیات ہیں یہ آیات پروٹسٹنٹ عیسائیوں کے نزدیک اپوکریفہ ہیں جنھیں وہ اضافی اور مسترد قرار دیتے ہیں اور اپنے نسخے میں شامل نہیں کرتے۔

"Encyclopedia Brittanica" کے مطابق:

''عبرانی بائبل کا یونانی زبان میں ترجمہ کرتے وقت عبرانی محاوروں کو کم تر الفاظ میں ڈھال دیا گیا۔''(۲۵)

علاوہ ازیں کہا جاتا ہے کہ روایتی عبرانی زبان میں بائبل کے علاوہ پرانا عہد نامہ کی پہلی پانچ کتابیں سامرین زبان میں لکھی گئیں ان کے اندر عبرانی نسخہ کے مقابلہ میں (۶۰۰۰) چھ ہزار کے قریب اختلافات پائے جاتے ہیں جو اکثر یونانی ترجمہ سے مطابقت رکھتے ہیں تاہم بعض مقامات پر یہ سامریہ فرقہ کے عقائد پر ڈھالا ہوا بھی دکھائی دیتا ہے۔(۲۶)

خاص طور پر عہدِ جدید کے ابتدائی تراجم دوسری صدی عیسوی میں کیے گئے اور غالباً شروع شروع میں یہ روم کی بجائے شمالی افریقہ میں ہوئے اور چوتھی صدی کے آخر میں لاطینی تراجم ہوئے۔ جب کہ مشرقِ وسطیٰ میں دوسری صدی عیسوی میں سیریائی زبان میں یا سامی زبان میں تراجم ہوئے جنھیں سادہ ترجمے کا نام دیا گیا۔ اصل یونانی نسخہ میں ۱۹ کتابیں مسودہ سے زائد ہیں جو رومی اور یونانی کلیسا میں پڑھی جاتی ہیں مگر پروٹسٹنٹ فرقہ نے انھیں بائبل سے خارج کر دیا ہے۔ بیشتر مسیحیوں کا عقیدہ ہے کہ بائبل تمام کی تمام الہامی کتاب ہے جس کا کوئی نکتہ/ نقطہ یا شوشہ تک غیر خدائی یا غلط نہیں اور فرشتے کی معرفت مصنّفین کو لکھوائے جانے کے باعث یہ تضادات اور اختلافات سے مبرا کلام ہے جب کہ یہی عقیدہ یہودیوں کا پرانے عہد نامہ کے بارے میں ہے۔ حالانکہ بائبل کے اندر اس قسم کا کوئی دعویٰ موجود نہیں ہے۔

''جارج ڈبلیو ڈیہاف اپنی کتاب ''بائبل سے منسوب تضادات کی وضاحت'' (جو انگریزی میں زبان میں لکھی گئی ہے) میں دعویٰ کرتا ہے کہ ''رُوح القدس نے رسولوں کو یہ تعلیم دی کہ وہ کیا کہیں؟ اور کیا لکھیں؟ اس لیے ہمارے پاس خدا کا کلام ہے اگر خدا یہ چاہتا کہ انگریزی لفظ (آئی۔I,i) پر ایک نقطہ ہو یا (T) پر ایک اور کراس ہو تو خدا ضرور ایسا ہی کرتا۔ مصنّفین نے کوئی ایک لفظ نہیں لکھا جب تک کہ خدا نے اس کا لکھا جانا نہ چاہا ہو انھوں نے صرف وہی لفظ لکھا ہے جسے خدا بائبل کے اندر لکھوانا چاہتا تھا۔''(۲۷)

بائبل میں اگر غیر مستند کتابوں کو بھی شامل کر لیا جائے تو یہ اسّی (۸۰) کتابیں بنتی ہیں جو تقریباً ۱۲۰۰ ق م سے ۱۵۰۰ ق م کے درمیان لکھی گئیں پہلی انتالیس (۳۹) کتب پرانے عہد نامہ (عہدِ عتیق) پر

مشتمل ہے جو عبرانی زبان میں لکھی گئی تھیں اور بیشتر ۱۲۰۰ ق م سے ۱۰۰ ق م کے عرصہ کے دوران لکھی گئیں اور یہودی اور عیسائی دونوں انھیں خدا کی طرف سے لکھوائی گئی مانتے ہیں بعد کی ستائیس (۲۷) کتب نیا عہد نامہ (عہدِ جدید) کہلاتی ہیں جو دراصل ۵۰ء سے ۱۵۰ء کے درمیان لکھی گئی تھیں اور صرف مسیحیوں کے لیے قابلِ قبول ہیں۔ عہدِ عتیق کے یونانی ترجمہ میں چودہ (۱۴) کتب کا اضافہ کیا گیا ہے ان اضافی کتب کو کچھ مسیحی فرقے مانتے ہیں اور کچھ بالکل نہیں مانتے ہیں ان کے نزدیک یہ کتب اپوکریفہ (Apocrypha) ہیں اور غیر مستند کہلاتی ہیں۔ انھیں ۲۰۰ ق م سے ۱۰۰ ق م کے دوران لکھا گیا یہ صرف مسیحیوں کے رومن کیتھولک، اینگلیکن، ایسٹرن اور اورتھوڈکس فرقوں میں مستند مانی جاتی ہیں۔ (۲۸)

سید مودودیؒ لکھتے ہیں:

> ''بائبل میں انبیائے بنی اسرائیل کے ۱۷ صحائف اور بھی درج ہیں جن کا بیشتر حصہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ خصوصاً یسعیاہ، یرمیاہ، حزقی ایل، عاموس اور بعض دوسرے صحیفوں میں تو بکثرت ایسے مقام آتے ہیں جنھیں پڑھ کر آدمی کی رُوح وجد کرنے لگتی ہے، ان میں الہامی کلام کی شان صریح طور پر محسوس ہوتی ہے ان کی اخلاقی تعلیم، ان کا شرک کے خلاف جہاد، ان کے توحید کے حق میں پُرزور استدلال اور بنی اسرائیل کے اخلاقی زوال پر سخت تنقیدیں پڑھتے وقت آدمی یہ محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اناجیل میں حضرت مسیحؑ کی تقریریں، یہ صحیفے اور قرآنِ مجید ایک ہی سرچشمے سے نکلی ہوئی سوتیں ہیں۔'' (۲۹)

کتابِ مقدس کی ترتیب وتدوین کا اہم سوال جو ہر ذہن پر اُبھرتا ہے وہ یہی ہے کہ کیا یہ مکمّل الہامی ہے؟ جب کہ اس کے مطالعہ کے دوران یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ اس کی بعض کتب الہام سے مکمّل طور پر عاری ہیں جب کہ بعض میں الہام کے ساتھ انسانی کلام ومفروضات کی آمیزش موجود ہے۔ ''تفسیر الکتاب'' میں ہے:

> ''کلامِ مقدس کی غیر مستند (کتابوں کو نکال کر ان کتب کی کل تعداد (۷۲) بہتر ہے جن میں سے (۴۵) عہدِ عتیق اور (۲۷) عہدِ جدید میں شامل ہیں۔ بہر حال بنیادی اور اہم ترین پانچ کتب ہی ہیں تورات کی یہ پانچ کتابیں دُنیا میں الٰہی مذہب کا تعارف پیش کرتی ہیں جن میں سے ہر ایک کتاب خدا کے منصوبے کا ایک پہلو پیش کرتی ہے اور وہ باہم آپس میں ایک اتحاد قائم کرتی ہیں۔'' (۳۰)

چنانچہ کتابِ مقدس کے لیے مشکوک رویے پیدا ہونے کی وجوہات یہ ہیں کہ اس کی ترتیب و تدوین کے جائزہ میں بہت سی ایسی مستند حقیقتیں ہیں جن کی بنیاد پر اس کی حیثیت ڈانواں ڈول ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ اس کتابِ مقدس کو سب سے پہلے کس نے مرتب کیا؟ مرتب کرنے والے کی اپنی صحت کا معیار کیا تھا؟ نیز اس میں مرورِ زمانہ کے ساتھ نہ صرف تباہی و بربادی ہوئی بلکہ تباہی کے بعد یہ جس نئی صورت میں سامنے آئی اُس سے اس کی نسخوں میں کوئی تواتر وتسلسل باقی نہ رہا۔ نہ صرف یہ بلکہ یہود ونصاریٰ

کے مزید آگے ہر فرقے نے اس میں اپنے اپنے مفاد اور ترجیح کے مطابق تغیّر وتبدل کیا یوں یہ عرصہ دراز تک مستند ومربوط اصول وضوابط اور مقام وحیثیت سے محروم ہوتی چلی گئی اور یوں یہ ایک نئی اور الگ ہی صورت وجہت میں منظر عام پر آئی۔

کتابِ مقدس کے الہامی، مستند، مقدس اور معروف ہونے سے متعلق یہود ونصاریٰ کے درمیان متّفقہ رائے موجود ہے۔ خاص طور پر عہد نام قدیم کو تمام یہود اور عہد نامہ قدیم وجدید دونوں کو تمام عیسائی مستند حیثیت دیتے ہیں تمام حقائق اور دلائل وبراہین کے باوجود ان کا یہی مؤقف ہے کہ یہ کلامِ الٰہی ہے حالانکہ قرآن نے علی الاعلان فرمادیا کہ:

''فبدل الذين ظلموا قولا غيرالذی قيل لهم فانزلنا على الذين ظلموا رجزاً من السماء بما كالو يفسقون''(۳۱)

(پس ظالموں نے اُس کو بدل ڈالا جو ان سے کہا گیا پس ہم نے ان پر آسمان سے ان کے ظلم کی وجہ سے عذاب نازل کیا اس وجہ سے کیونکہ وہ فسق کرتے تھے۔)

یہود ونصاریٰ بائبل کو پاک نوشتوں (Holy Scriptures) اور خدا کے تحریری کلام کا نام دیتے ہیں اور بغیر کسی شدومد کے اس کی اہمیت پر زور دیتے ہیں۔

''وہ تمام کتابیں اور ان میں سے ہر کتاب کا ہر حصہ جنھیں کلیسا نے مقدس اور مستند قرار دے کر قبول کیا ہے۔ رُوح القدس کے لکھوانے سے لکھے گئے تھے۔''(۳۲)

عہد نامہ قدیم میں انتالیس کتب شامل ہیں اور اسے یہودیت کی ادبیات کا مقدس درجہ حاصل ہے، ان کتابوں کے علاوہ مسیحیت عہد نامہ جدید کی ستائیس کتابوں پر بھی ایمان رکھتی ہے۔ جب کہ بقیہ چودہ کتب کو غیر مستند قرار دیا جاتا ہے انھیں بعض اوقات ان عہد ناموں کے درمیانی زمانوں کا ہوا قرار دیا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ زمانی اعتبار سے عہد نامہ قدیم اور جدید کے درمیانی عہد کی کتابیں ہیں بائبل کے اس حصے کی قبولیت کا معاملہ مختلف عیسائی گروہوں میں وقتاً فوقتاً بدلتا رہا ہے۔''(۳۳)

عیسائی مصنّف جے ڈبلیو برجن (J. W. Burgan) لکھتا ہے:

"Every book of it, every chapter of it, every verse of it, every word of it even every letter of it, is the direct utterance of the "Most High"."(34)

اسی طرح "Encyclopedia Americana" میں بیان ہے کہ:

''تمام عیسائی پرانے عہد نامہ کے مشمولات پر متفق ہیں۔ پروٹسٹنٹ فرقوں کے عیسائی عہد نامہ قدیم کے انھی انتالیس (۳۹) صحائف وکتب کو معتبر ومقدس مانتے ہیں جو یہودیوں کے نزدیک معتبر اور الہامی ہیں جب کہ رومن کیتھولک، اینگلیکن اور مشرقی کلیسا سے متعلق عیسائی کچھ مزید کتب کو مقدس اور پرانے عہد نامہ کا ضروری حصہ قرار دیتے ہیں۔''(۳۵)

لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ اگر غیر جانبدارانہ اور ناقدانہ جائزہ لیا جائے تو یہ مکمّل طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ آج بائبل یا کلامِ مقدس اپنی اصلی حالت میں موجود نہیں کیونکہ قرآن نے بھی اس کی گواہی دی ہے کہ یہود و نصاریٰ نے اس میں اپنی پسند اور چاہت کے مطابق تبدیلیاں کر دی ہیں اور مزید خود بھی کتابِ مقدس کا ناقدانہ جائزہ لینے کے بعد ہم با آسانی یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ اس میں بے شمار ایسے واقعات نقل کیے گئے ہیں کہ جن کا وجود ات یا تو بالکل ناپید سے یا کتابِ مقدس کے اندر ہی مختلف مقامات پر مختلف اور متضاد متن و حوالہ کے ساتھ نظر آتا ہے ثبوت کے طور پر چند دلائل درج ذیل ہیں:

ا۔قرآنِ پاک میں ارشادِ ربانی ہے:

''ذلک بانهم کانوا یکفرون بایت اللّٰہ''(۳۶)

''یہ اسی وجہ سے ہے کیونکہ وہ اللہ کی آیات سے کفر کرتے تھے''

سید مودودیؒ اسی کی تشریح میں لکھتے ہیں:

'' آیات سے ان کار کرنے کی مختلف صورتیں ہیں مثلاً یہ کہ خدا کی بھیجی ہوئی تعلیمات سے جو بات اپنے خیالات یا خواہشات کے خلاف پائی اس کو ماننے سے ان کار کر دیا دوسرے یہ کہ واضح طور پر جانتے ہوئے کہ خدا نے فرمائی ہے پوری ڈھٹائی اور سرکشی کے ساتھ اس کی خلاف ورزی کی اور حکمِ الٰہی کی کچھ پرواہ نہ کی تیسرے یہ کہ ارشادِ الٰہی کے مطلب و مفہوم کو اچھی طرح جاننے اور سمجھنے کے باوجود اپنی خواہش کے مطابق اسے بدل ڈالا۔''(۳۷)

ارشادِ ربانی ہے:

''فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَامِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْابِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلاً فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْن.''(۳۸)

''پس ہلاکت اور تباہی ہے ان لوگوں کے لیے جو اپنے ہاتھوں سے شرع کا نوشتہ لکھتے ہیں۔ پھر لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے آیا ہوا کلام ہے تاکہ اس کے معاوضے میں تھوڑا سا فائدہ حاصل کر لیں ان کے ہاتھوں کا یہ لکھا ہوا بھی ان کے لیے تباہی کا سامان ہے اور یہ ان کی کمائی بھی ان کے موجب ہلاکت ہے۔''

دراصل اس آیت مبارکہ میں یہود و نصاریٰ کی عمومی طور پر اور ان کے علماء و مفسّرین کی خصوصی طور پر احمقانہ جسارت کو بیان کرنے کے ساتھ بہت بڑی غلط فہمی کا ازالہ بھی کیا گیا ہے۔ احمقانہ جسارت میں کلامِ الٰہی میں تحریف اور تغیّر و تبدل اور اس سے بھی بڑھ کر اسے ربِ کائنات کی طرف منسوب کرنا ہے اور غلط فہمی یہ ہے کہ بھاری منفعت حاصل کر لیں گے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ایسے لوگوں کا انتہائی خوفناک انجام ہے کیونکہ اپنے ہاتھوں سے تبدیلی کرنا اور اس تبدیلی سے مختصر، قلیل اور بے فائدہ نفع حاصل کرنے کی کوشش کرنا جو صرف اور صرف تباہی و بربادی ہے اور اس کے سوا کچھ نہیں۔ کتابِ مقدس کو آج بھی پڑھا جائے تو اس کے اپنے متنِ کلام میں بے شمار ایسے تضادات پائے جاتے ہیں کہ جن کو دیکھ کر ہی قاری پریشان

ہو جاتا ہے۔ ایک ہی جگہ اگر کوئی بات ایک بات ایک انداز میں بیان کی گئی ہے تو دوسری جگہ دوسرے انداز میں یا بالکل اس کے مخالف ومتضاد بیان میں تحریر ہوتی ہے۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں:

کتابِ پیدائش میں ہے:

''خدا نے انسان حیوانات پیدا کرنے کے بعد بنایا''(۳۹)

جب کہ اسی کتاب پیدائش میں دوسری جگہ بیان ہے:

''خدا نے آدم کے پاس جانور بنا کر بھیجے''(۴۰)

گویا آدم پہلے بنے اور پھر جانور بعد میں۔ اسی طرح طوفانِ نوح کے بعد کشتیٔ نوح میں سوار مخلوق کے بارے میں کتاب پیدائش میں یوں متضاد بیانات ہیں۔

''۱۔ کشتیٔ نوح میں سات نر اور سات مادہ پاک جانوروں میں سے لینا اور دو، دو ناپاک میں سے لینا''(۴۱)

''۲۔ سب جانوروں کے جوڑے جوڑے تھے''(۴۲)

''اسی طرح کتابِ خروج میں بیان ہے کہ'' اسرائیل کے بزرگوں نے خدا کو دیکھا''(۴۳)

''جب کہ اس خروج کی کتاب میں ہی دوسری جگہ بیان ہے کہ'' کوئی انسان نہیں کہ مجھے دیکھے اور جیتا رہے''(۴۴)

چنانچہ اسی حوالے سے سید مودودیؒ لکھتے ہیں:

''یہ ان کے علماء کے متعلق ارشاد ہو رہا ہے ان لوگوں صرف اتنا ہی نہیں کیا کہ کلامِ الٰہی کے معانی کو اپنی خواہشات کے مطابق بدلا ہو۔ بلکہ یہ بھی کیا کہ بائبل میں اپنی تفسیروں کو، اپنی قومی تاریخ کو، اپنے اوہام اور قیاسات کو، اپنے خیال فلسفوں کو اور اپنے اجتہاد سے وضع کیے ہوئے فقہی قوانین کو کلام الٰہی کے ساتھ خلط ملط کر دیا اور یہ ساری چیزیں لوگوں کے سامنے اس حیثیت سے پیش کیں کہ گویا یہ سب اللہ ہی کی طرف سے آئی ہوئی ہیں ہر تاریخی افسانہ، ہر مفسّر کی تاویل، ہر متکلّم کا الٰہیاتی عقیدہ اور ہر فقیہ کا قانونی اجتہاد، جس نے مجموعۂ کتبِ مقدسہ (بائبل) میں جگہ پالی۔ اللہ کا قول (Word of god) بن کر رہ گیا اس پر ایمان لانا فرض ہو گیا اور اس سے پھرنے کے معنی دین سے پھر جانے کے ہو گئے''(۴۵)

خود یہود ونصاریٰ کے علماء بھی اعتراف کرتے ہیں کہ:

''ہم دیکھتے ہیں کہ بائبل میں انسانی عنصر موجود ہے اور کچی دھات اگر چہ سونے سے معمور ہے۔ تو بھی خالص سونا نہیں''(۴۶)

علامہ نیاز فتح پوری تحریف اس پر یوں تبصرہ کرتے ہیں:

☆ بائبل خود کوئی تصنیف نہیں بلکہ مجموعۂ صحائف ہے جو مختلف زمانوں میں تصنیف ہوئے علاوہ ازیں بائبلوں میں فرق ہے یونانی ایرانی بائبل ۳۹ صفحات پر مشتمل ہے انگریزی پروٹسٹنٹ بائبل میں

صرف ۳۶ صفحات ہیں رومن کیتھولک بائبل میں ان سب کے علاوہ ایک صحیفہ موسوم بہ اپوکریفہ (Apocrypha) اور بھی ہے جس کو ملا کر ۲۷ صحائف ہو جاتے ہیں ایسی حالت میں یہ سمجھنا مشکل ہے کہ کون سا صحیفہ صحیح ہے؟

☆ بائبل میں بعض ایسی باتیں لکھی ہیں جو علومِ انکشافاتِ جدیدہ سے غلط ثابت ہو چکی ہیں۔

☆ بائبل کے مختلف صحیفے مختلف حیثیت رکھتے ہیں ان میں غزلیں بھی ہیں، قصے کہانیاں بھی ہیں ڈرامے بھی ہیں، روایات بھی ہیں، خرافات بھی ہیں اور تھوڑی سی تاریخ بھی ہے اور یہ سب مختلف زمانوں کی تصانیف ہیں۔

☆ بائبل میں بہت سے معجزات درج ہوئے ہیں جو از روئے سائنس خلافِ فطرت ہیں چنانچہ بائبل نام ہے خلاف عقل باتوں کے مجموعہ کا۔

☆ بائبل مجموعۂ اضداد ہے اس لیے وہ کوئی اخلاقی تعلیم صحیح معنوں میں نہیں دے سکتی ہے۔

☆ بائبل ملوکیت اور مشرقی ظلم واستبداد سکھاتی ہے مثلاً خدا سے ڈرو، بادشاہ کی عزت کرو۔ جب کہ دنیا ملوکیت واستبداد کے اصول کو اب قائم نہیں رکھ سکتی۔

☆ بائبل عورت کو ذلیل بتاتی ہے حالانکہ از روئے انصاف مرد وعورت دونوں کا درجہ مساوی ہونا لازم ہے۔

☆ ''بائبل جنگ کی تعلیم دیتی ہے حالانکہ دنیا کو امن وصلح کی ضرورت ہے''(۴۷)

بائبل کی الہامی یا انسانی حیثیت کو محمد شریف یوں بیان کرتے ہیں:

''وہ انجیل جو حضرت مسیحؑ پر نازل ہوئی تھی اس کی اصل زبان اب دنیا میں بالکل مفقود ہو گئی ہے لہٰذا موجود انجیلوں کے متن پر کلامِ الٰہی کا اطلاق کرنا درست نہیں کیونکہ ان میں اب کسی کی بھی نہ تو اصل الہامی زبان ہے جو حضرت عیسیٰؑ کی زبان تھی نہ ان کا سلسلۂ اسناد ہی قابلِ اعتبار ذرائع سے حضرت عیسیٰؑ تک یا ان کے بعد تواتر سے پہنچتا ہے البتہ یہ درست ہے کہ بعض مقامات پر کلامِ الٰہی ہونے کی جھلک نظر آتی ہے''(۴۸)

چنانچہ یہ مکمّل طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ آج بائبل یا کلامِ مقدس اپنی اصلی حالت میں موجود نہیں کیونکہ قرآن نے بھی اس کی گواہی دی ہے اور یہود ونصاریٰ نے خود بھی اس میں تبدیلیوں کی تصدیق کی ہے۔

خلاصۂ بحث

بائبل کی مستند اہمیت وحیثیت، تاریخ، وقائع اور دلائل وبراہین کے اعتبار سے ہمیشہ سے مایوس کُن رہی ہے اس کا متن، بیانات اور معلومات باہم متضاد ہیں۔ تاریخی تفصیلات، ٹھوس دلائل کی عدم دستیابی اور اصول ونظریات کے دائمی فقدان سے کتابِ مقدس پر اعتقاد اور کمزور پڑ جاتا ہے۔ لہٰذا اگر چہ یہود ونصاریٰ کے لیے یہ کامل ایمان کا درجہ رکھتی ہے لیکن تاریخی حقائق، انسانی اختراعات کی شمولیت اور اسلام جیسے مکمّل دین کی آمد کے بعد اس کی استنادی حیثیت اور متزلزل ہو جاتی ہے۔ باوجودیکہ راسخ العقیدہ یہود ونصاریٰ

کا اصرار ہے کہ یہ کلامِ الٰہی ہے اور اسے ملہم مقدسین نے مرتب و مدون کیا ہے وہ اس کے ہر باب، ہر آیت، ہر لفظ اور ہر حرف کو براہِ راست خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے نازل شدہ قرار دیتے ہیں حالانکہ بنظرِ غائر مطالعہ سے بین شواہد سامنے آجاتے ہیں جن سے انسانی کلام کی موجودگی ثابت ہوتی ہے اور نہ صرف انسانی اختراع وتخلیق بلکہ بعض اوقات تو یہ روایات، قصص اور افسانہ وکہانی کا ایسا مجموعہ معلوم ہوتی ہے جس کو محض انسانی عقل وفہم کے مشاہدات وتجربات سے زیادہ کا نام نہیں دیا جاسکتا اور افسوس کی انتہاء تو یہ ہے کہ جن افراد کے مشاہدات اور تجربات کا یہ ذخیرہ دکھائی دیتی ہیں وہ بھی سب غیر معلوم ہیں اور تاریخ ان کے بارے میں مستند معلومات فراہم کرنے کے لحاظ سے ہمیشہ خاموش تماشائی بنی رہی ہے پھر یہ کلام متعدد ایسے تضادات اور بعید از قیاس بیانات پر مبنی ہے جن کا متن اور عبارت تک قابل قبول نہیں ٹھہرتا اور اس سلسلہ میں اہم ترین سوال یہ ہے کہ کس نے ہمیں یہ بتایا کہ یہ کتابِ مقدس خدا کا کلام ہے؟ یعنی کس کے کہنے پر ہم اسے کلامِ ربانی مانتے ہیں؟ سوائے اس کے کہ یہود ونصاریٰ چند دلائل دے کر (خواہ جھوٹے ہوں یا سچے) یہ باور کرانے کی کوشش میں لگے رہیں کہ یہ کلامِ الٰہی ہے حالانکہ تاریخی حقیقت کچھ یوں ہے کہ کلیسا کے چند قصہ گوؤں نے جتنی تحریریں بھی انہیں دستیاب ہوئیں ان کو یکجا کر کے رائے شماری سے فیصلہ کیا کہ اس مجموعہ کی کون سی کتب کلامِ الٰہی ہونی چاہیں اور کون سی نہیں۔ اسی طرح کچھ کتب کو انہوں نے اپنایا اور کچھ کو مسترد کیا اور مزید بعض کو اپوکریفہ کا نام دے کر شمولیت کے باوجود مسترد قرار دے دیا اور آخر کار جن کتب کو زیادہ ووٹ ملے انہیں کلامِ ربانی کا نام دے دیا۔ لہٰذا ہم آسانی سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہود ونصاریٰ ان چند جمع شدہ کتب وصحائف اور ان کو مستند حیثیت دینے والے ارباب کے ووٹ کے تحت اپنے ایمان ویقین کو جگہ دیتے ہیں۔ اگر وہ ان بائبل میں شامل کتب کے علاوہ مزید اور کتب کو چاہے وہ ان کے متضاد ہی کیوں نہ ہوں ان کتب اور صحائف میں جگہ دیتے تو یقیناً وہ آج یہود ونصاریٰ کے لیے ایمانیات کا درجہ رکھتیں انتہا تو یہ ہے کہ وہ کتب جو کتابِ مقدس میں شامل کی گئی ہیں وہ بھی وقت وحالات اور حادثاتِ زمانہ سے کسی طور محفوظ نہ رہ سکیں اور حالات وواقعات کے تھپیڑوں نے ان کی اصل شکل مسخ کر کے اور بہت سی اغلاط ان میں شامل کر دی ہیں یعنی سونے پہ سہاگہ یہ کہ یہ تو پہلے ہی انسانی اذہان کی مہربانی سے مشکوک حالت میں تھیں مزید اغلاط پر مبنی متن وعبارت اور متضاد بیانات نے انھیں اور بھی مشکوک بنا دیا۔

حوالہ جات

۱۔ کیرانوی، رحمت اللہ، بائبل سے قرآن تک، مکتبہ دارالعلوم، کراچی: ۱۴۰۷ھ، ص: ۲۰۸

۲۔ عبداللطیف مسعود، تحریف بائبل بزبان بائبل، عالمی مجلس تحفظ نبوت، لاہور: ۱۹۹۷ء، ص: ۴۷

3. The Holy Bible, Contemparary English version, American, Bible Society New york, P:111

4. Dictionary of Philosophy and Religion, U.S.A P:57

5. Van Leon Hendrik, The Story of the Bible, Dubl Day and company Inc, U.S.A: 1953, P:19

6. Encyclopedia Americana,V:111, Newyork, 1829...V:111, P:612

7. Dictionary of Philosophy Reliogion, P:57

8. Encyclopedia Americana, V:111, P:162

۹۔ موریس بکائیے، بائبل، قرآن اور سائنس، ثناء الحق صدیقی (مترجم)، دارالکتاب، لاہور: س۔ن، ص: ۲۶

10. Encyclopedia Americana, V:111, P:162

۱۱۔ خیراللہ، ایف ایس، قاموس الکتاب، مسیحی اشاعت خانہ، لاہور: ۱۹۸۷ء، ص: ۱۷۲

۱۲۔ بائبل، قرآن اور سائنس، ص: ۲۶

۱۳۔ کیرانوی، رحمت اللہ، بائبل سے قرآن تک، مکتبہ دارالعلوم، کراچی: ۱۴۰۷ھ، ص: ۱/۳۰۵

14. E.H. Perlmer, The Encyclopedia of Christianity,(S.N) P:3/7

۱۵۔ کتاب مقدس، The Holy Bible (Urdu), (Kitab-e-Muqeddass)، (اُردو ترجمہ) دیباچہ، انٹرنیشنل، بائبل سوسائٹی، امریکہ: ۲۰۰۵،

۱۶۔ ندوی، محمد حنیف، مطالعہ قرآن، علم و عرفان پبلشرز، لاہور: ۲۰۰۲ء، ص: ۳۱، ۳۲

17- Funk and Wagnalls, New Encyclopedia, Standard Reference Works Publishing Company, New york, U.S.A 1966, V:IV, P:1150

۱۸۔ الاعراف: ۱۶۹

۱۹۔ عبداللطیف مسعود، تحریف بائبل بزبان بائبل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، لاہور: ۱۹۹۷ء، ص: ۵۳

20. Geddes Mac Gregor. D, Bible in Making, London, P:3

21. Bible in Making, P:3

22. Encyclopidia Americana, V:111, P:656

۲۳۔ تحریف بائبل بزبانِ بائبل، ص: ۵۳

24. Enclopedia Britanica, Hemegno blinton, U.S.A:111, P:578

25. Enclopedia of Britanica, V:111, P:645

26. Funk and Wagnalls New Encyclopedia, V.IV, P:1163

۲۷۔ جارج ڈبلیوڈیہاف، بائبل سے منسوب تضادات کی وضاحت، ڈیہاف پبلی کیشنز امریکہ: ۱۹۶۲ء، ص:۴۳

28. Funk and wagnalls New Encyclopedia, V:4,P:1151

۲۹۔ مودودیؒ، ابوالاعلیٰ، سید، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور: جنوری ۲۰۰۹ء، ص:۱/۴۲۵

۳۰۔ ولیم میکڈونلڈ، مترجم: بشپ سموئیل ڈی چند، تفسیر الکتاب، مسیحی اشاعت خانہ لاہور: ۱۹۹۵ء، ص:۱۶

۳۱۔ البقرہ ۲/۵۹

32. H.H.Row(Editor), A companion to the Bible Edinbarg, 1953, P:7

33. Grclier incorporated, the new book of knowledge, canada, 1982, V:11, P:152

34. J.W.Bugan, insipiration and interpretation, London, 1981,P:89

35. Encyclopedia Americana,V:3, P:612

۳۶۔ البقرہ ۲:۶۱

۳۷۔ مودودیؒ، تفہیم القرآن، ص:۱/۸۰

۳۸۔ البقرہ ۲:۷۹

۳۹۔ کتابِ پیدائش ۲۵:۲۷

۴۰۔ کتابِ پیدائش ۲:۱۸۔۲۰

۴۱۔ ایضاً ۷:۲

۴۲۔ ایضاً ۷:۸

۴۳۔ کتاب خروج ۲۴:۹

۴۴۔ کتابِ خروج ۳۳:۲۰

۴۵۔ مودودیؒ، تفہیم القرآن، ص:۱/۸۹

۴۶۔ جے پیرسن سمتھ، ڈی، ڈی، بائبل کا الہام (عنوان: بائبل کا الہام)، ریلجس بک سوسائٹی، لاہور: (س۔ن)، ص:۶۔۷

۴۷۔ نیاز فتح پوری، علامہ، مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، آواز اشاعت گھر، لاہور: (س۔ن)، ص:۸۱۔۸۲

۴۸۔ محمد شریف، راجہ، کلامِ رحمٰن۔۔۔بائبل یا قرآن، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور: ۲۰۰۱ء، ص:۲۱